سیاست دانوں کا قومی ترانہ

پاکستان کے بددیانت، جھوٹے، مکار اور دینی و سماجی اقدار کے قاتل سیاست دانوں کا "قومی ترانہ"۔ اس کے پہلے دو بند جناب مجید لاہوری مرحوم کی کاوش ہیں اور باقی تین بند جناب عینک فریمی مرحوم کا نتیجہ فکر ہیں۔دونوں شعراء نے پینتالیس سال قبل جن خدشات کا اظہار کیا تھا آج "میرا پاکستان" اس کا ہو بہو نقشہ ہے۔(مدیر)

بج رہی ہے بین شاد باد　　میرے لال دین شاد باد
تیرا پان کتنا پُر بہار　　جانِ لالہ زار
تحفۂ حسین شاد باد
کتھا چُونا چھالیہ قوام　　اِنسدادِ نزلہ و زکام
رنگ و بُو کی مملکت　　جان من تابندہ باد
تیرا کیف حاصل مراد (۱)

کھیت گھر زمین شادباد　　کار بہترین شاد باد
پگڑیاں وزارتیں مکان　　کوٹھیاں عمارتیں دکان
لُوٹ مار چھین شاد باد
بے وقوف لوگ ہیں عوام　　رہ گئے غلام کے غلام
کرسی عہدہ سلطنت　　جوئندہ یابندہ باد
لیڈروں کی منزلِ مُراد
ہر طرف سفارشوں کا جال　　سرنگوں ترقی و کمال
پاک سرزمین میں حلال　　رشوتوں کا مال
لعنتِ خدائے ذوالجلال (۲)

(۱) مجید لاہوری مرحوم
(۲) عینک فریمی مرحوم

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

احتساب

احتساب و احتساب و احتساب و احتساب
سو سوالوں کا یہی ہے ایک بس اپنا جواب

پھر وہی سر پھر کے آجاتے ہیں چہرے سامنے
جس گھڑی بھی ملک میں ہوتا ہے اپنے انتخاب

شومئ قسمت وہی بنتے ہیں میر کارواں!!
حال سے بڑھ کر کہیں ماضی بھی جن کا ہے خراب

ان کے ڈیروں پر کھڑی ہوتی ہیں کتنی گاڑیاں
ہاتھ میں اپنے پکڑتے ہیں جو اُلٹی ہی کتاب

ہم ترستے ہیں یہاں نان شبینہ کے لئے!
اور ان کے پاس دولت کا نہیں کوئی حساب

قوم کو برباد کر دیتی ہیں ان کی شوخیاں
ہم غریب الناس رہتے ہیں سدا زیرِ عتاب

دشمنانِ ملک و ملت کون ہیں سب دیکھ لیں
وقت آپہنچا ہے چہرے سے اٹھا دو اب نقاب

جن چراغوں میں جلا ہے ہم غریبوں کالہو!!
آج اُن سے ہم بھی لیں گے پائی پائی کاحساب

محسوسات

کچھ صومعی کو غم نہیں یوم حساب کا
سایہ ہے اس کے سر پہ رسالت مآب کا

انسان کے شعور کو بیدار کردیا
احسان ہے سماج پہ ام الکتاب کا

سب انبیاء میں میرے نبی کی ہے یہ مثال
صحرا میں جیسے پھول کھلا ہو گلاب کا

آفاق کی حدوں سے بھی آگے نکل گیا
دیکھو تو حوصلہ شہِ گردوں رکاب کا

صدیق نے کچل دیئے منکر زکوٰۃ کے
یہ پہلا امتحان تھا شرعی نصاب کا

طغیانی آگئی وہیں دریائے نیل میں
پہنچا جو خط اُسے عمر ابن الخطاب کا

بنجر زمیں کو رشکِ گلستاں بنا گیا
کھل کر برسنا رحمتِ حق کے سحاب کا

عثمان باحیا سے عقیدت کے ساتھ ساتھ
خادم ہوں صدق دل سے علی ابو تراب کا

حسنین ہوں کہ حضرتِ حمزہ ہوں یا کہ حُر
روشن ہے ان کے خوں سے ورق آفتاب کا

(حضرت صومعی کاشمیری، لاہور دسمبر ۱۹۹۶ء)

مرزا غلام احمد کادیانی

سید کاشف گیلانی

فرنگی کھیل میں گاماں فقط بچہ جمورا تھا
حقیقت میں وہ اک ہلکائے کتے کا کتورا تھا

مسلمانوں کے ایمانوں کا قتل عام کرنے کو
نبوت کادیاں والے پیمبر کی دھتورا تھا

چپک جانا وہ اس کا ملت بیضا کی چمڑی سے
یہ ثابت کر چکا ہے نسل میں وہ کن کھجورا تھا

کوئی ہو کادیانی یا ہو لاہوری وہ کافر ہے
پڑے گا فرق کیا خنزیر کالا تھا کہ بھورا تھا

خدا کے برگزیدہ لوگ ایسے ہو نہیں سکتے
نبی کا نام گاماں تھا خلیفہ اس کا نورا تھا

اسے انسان کہہ دینا بھی ہے توہین انساں کی
وہ کانا آدمی بھی نامکمل تھا ادھورا تھا

لکھتا فلسفے کے دودھ سے پھر کس طرح مکھن
کہ دی انگریز نے اُس کو نہ چاٹی نہ چٹورا تھا

خدا شاہد ہے اسکی قبر پر لعنت برستی ہے
نہ اک الہام سچا تھا نہ اک وعدہ ہی پورا تھا

غلام احمد کی تحریریں بھی پڑھ کر دیکھ لو کاشف
ہماری نظم پڑھ کر تم نے بے شک مُنہ بسورا تھا

انتخابی لیڈر سے

باتیں تمہاری سن کے تو سر دُھن رہا ہوں میں
پھر مفلسی میں خواب کئی بن رہا ہوں میں

مجھ کو کسی نے بھی نہ چنا رحم کے لئے
کتنے برس سے راہ نما چن رہا ہوں میں

اے قلب ناصبور نہیں دور انقلاب
کچھ کشتگان غم کی صدا سن رہا ہوں میں

تازہ ہوئی ہیں یادیں غلامی کے دور کی
گرمی فضا میں ظلم کی ہے بھن رہا ہوں میں

کاشف نہ جائے گی کوئی فریاد رائیگاں
ہاتف کی یہ فلک سے ندا سن رہا ہوں میں

از قلم محمد رفیق بزمی (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

بن کے ماجھا تے گاما نگران آگئے

جان چھٹی سی جے چٹھے وٹوواں توں   بن کے ماجھا تے گاماں نگران آگئے
انھی پیہ رہی ہے کتنے چٹ رہے نیں   نوے دناں دے نویں مہمان آگئے
چولاں ڈھلیاں تے بیچ لوز ہوگئے   لائٹ ڈِم خراب آ ساؤنڈ سسٹم
چلے ہوئے سارے کارتوس . رل کے   پیدا کرن اے نواں بحران آگیّے
چوراں چوراں دا کیہہ احتساب کرنا   ڈاکو ڈاکو واں دے سنگتی یار ہندے
نو من لوہے دی فیم بناون لئی   غنوئی بھٹو تے بیگ عمران آگئے
کئی گجج دے جنگل دے شیر وانگوں   اکھیں لال تے لوئیں نوں کھڑی کرکے
بعضے بیٹھے تلواراں نوں تیز کردے   بعضے لے کے تیر کمان آگئے
بگلا بھگت آگئے طوطا چشم آگئے   بدکردار تے بداخلاق اکثر
چار دن عیاشیاں کرن دے لئی   اپنا اپنا لے کے دسترخوان آگئے
اوکھا نکلدا سور کماد وچوں   شیر چھڈ کے جاندے نہیں بیلیاں نوں
رجی مجھ گھماں اجاڑ دیندی   باندر بھلیاں دے نگہبان آگئے
جوکاں لگدیاں نیں جتھے خون ہووے   سکی چمڑی چوں انہاں نے چوسنا کی
جدوں کتیاں رل گئیاں نال چوراں   ڈاکو بستیاں کرن ویران آگئے
جدوں مالکاں باغ اجاڑ دتے   ڈیرے لا لے آن کے گاہلڑاں نے
سکے ہوئے درختاں نوں ویکھ کے تے   آرے چک لوہار ترکھان آگئے
آساں ٹٹ گئیاں چھا گئی ناامیدی   بزمی نہلے تے دہلے پھر آ رہے نیں
پچھوں ہور کوئی تار ہلاون والا   کرکے جس نال عہدو پیمان آگئے

*